تاریخ وسیر

محترمہ شریا اڈار

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

بحیثیت محدث

اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کے مسلمانوں میں علم حدیث کا ذوق شوق پیدا کرنے کے لیے مختلف ادوار میں مختلف علماء پیدا کیے جو اپنی غیر معمولی دلچسپی اور انہماک کے باعث سنت و حدیث کے غوامض و حقائق کو سمجھنے کے لیے حرمین تشریف لے جاتے۔ سترھویں اور اٹھارھویں صدی میں ہندوستان کے تین مایہ ناز بزرگ ملا طاہر رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ ولی اللہ عرب تشریف لے گئے اور وہاں کے جید علماء سے سندِ حدیث حاصل کی۔ اگرچہ قاضی القضاۃ اور شیخ الاسلام عبدالحق محدث دہلوی نے ہندوستان کے لوگوں میں حدیث کا ذوق شوق پیدا کرنے کے سلسلے میں اپنی پوری قوت صرف کی، لیکن آپ کے عہد میں فقہ و منطق کے عام ہونے کے باعث علم حدیث کو زیادہ فروغ حاصل نہ ہو سکا اور حدیثِ رسول کنج کس مپرسی میں چلی گئی۔ شاہجہاں اور عالمگیر کی علم پروری کی وجہ سے آپ قضا۔ اور افتار کے مناصب پر فائز رہنے کے باعث درسِ حدیث کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکے۔ آپ کے بعد اس امر کی تلافی کے لیے اللہ تعالیٰ نے شیخ عبدالرحیم کو پیدا کیا، جنھوں نے علم حدیث کی بنیادوں کو مضبوط دیواروں سے استوار کیا۔

شیخ صاحب نے پرانی دہلی میں "مدرسہ رحیمیہ" کے نام سے ایک اسلامی درسگاہ قائم کی، جہاں تشنگانِ علم حدیث دور دراز کے علاقوں سے جوق در جوق اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے آنے لگے۔ اب لوگوں میں علم حدیث کے حاصل کرنے کی تحریک پیدا ہوئی لیکن یہ تحریکِ عظیم الشان دریا میں تموج پیدا نہ کر سکی کیونکہ بارھویں صدی ہجری کے اختتام پر تمام

دُنیا میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً دینِ اسلام ضعف اور انتشار کا شکار ہو چکا تھا۔ قرآن اور حدیث کی تعلیم میں کمی کے باعث تقلیدِ شخصی فرض سمجھی جاتی تھی۔ بدعتوں کا روز بروز غلبہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں میں باہمی میل جول و پیار و محبت، اخوتِ اسلامی و انسانی ہمدردی اور قدر و منزلت کے جذبات دلوں سے ختم ہو چکے تھے۔ گمراہی و ضلالت کے باعث اسلام کا نام و نشان باقی نہ رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ شیخ صاحب اپنی کوششوں میں مکمل طور پر کامیاب نہ ہو سکے۔

آپ کے بعد آپ کے قابلِ فخر بیٹے، مسلم الثبوت اور فخرِ روزگار محدث شاہ ولی اللہ نے مسلمانوں کی روحانی اور اخلاقی اصلاح کے لیے اس کارِ خیر کو سرانجام دینے کا بیڑہ اٹھایا، اور تقلیدی بندھنوں سے آزاد ہو کر مجتہدانہ شان و شوکت کے ساتھ مفید تصانیف، مثلاً مؤطا امام مالک کی دو شرحیں المسوّٰی (عربی) اور المصفّٰی (فارسی) میں متعدد مضامین تحریر فرمانے کے علاوہ ان دونوں کا ضمیمہ "الانصاف" سے، تکملہ "العقد الجید فی احکام الاجتہاد" اور تتمہ اپنی لاجواب اور غیر مسبوق کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" سے کیا۔ علاوہ ازیں الدر الثمین فی مبشرات النبی الکریم ؐ" "النوادر فی الحدیث" اور "چہل حدیث" بھی تصنیف کیں۔

شاہ صاحب نے علمِ حدیث کی ترویج و اشاعت میں پیش پیش رہ کر طالبانِ علم کو ندائے عام دی اور خصوصاً بلادِ اسلامیہ کو اسلامی علوم کے باریک و دقیق مسائل کے سرچشموں سے سیراب کیا کہ جس کی خنکی، شادابی اور تر و تازگی سے پورا ہندوستان سرسبز و شاداب ہو گیا۔

شاہ صاحب ایک قابل و لائق، فریدِ عصر، یگانۂ روزگار محدث اور بصیرت افروز حکیم تھے۔ آپ نے حدیث و قرآن کے حقائق کو سمجھنے اور سمجھانے میں متقدمین کی یاد تازہ کر دی۔ شاہ صاحب شرحِ حدیث، معانی حدیث، توضیحِ مطالب اور فہم و فراست میں اپنی نظیر آپ ہیں۔

شاہ ولی اللہ کے بعد آپ کے نامور، مشہور اور لائق و فائق فرزندِ اکبر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز نے تیرہ برس کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل سے فراغت کے بعد سماعتِ حدیث کے لیے اپنے والدِ بزرگوار کی درسگاہ "رحیمیہ" میں شمولیت کی۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کی ذہانت و حافظہ اور فہم و فراست کو جانچنے کے بعد فرطِ مسرت سے آپ کو علومِ حدیث کا درس دینا شروع کیا۔ آپ نے اپنی فطری لیاقت اور خداداد قابلیت سے علمِ حدیث

کے دشوار گزار مراحل تھوڑے ہی عرصے میں طے کر لیے حتیٰ کہ تمام طلبا۔ آپ کی اس حذاقت و ذہانت پر متحیر ہو گئے۔ اس دوران میں اگر آپ کے سامنے کوئی مشکل اور دقیق مسئلہ پیش کیا جاتا تو آپ فوراً اسے حل کر دیتے۔ والد ماجد شاہ ولی اللہ سے سندِ حدیث کی اجازت حاصل کرنے کے بعد رسمی طور پر اُن کے بہترین دوستوں اور جید علماء، شاہ محمد عاشق پھلتی اور خواجہ محمد امین ولی اللّٰہی سے بھی اجازت حاصل کی۔ والدِ بزرگوار (شاہ ولی اللہ) کی وفات کے بعد اس مدرسہ کا بارِ گراں آپ کے ناتواں کندھوں پر آ گرا، چنانچہ آپ نے مسندِ علم و فضل پر متمکن ہوتے ہی نہایت تندہی و جانفشانی سے مروجہ علوم کے علاوہ حدیث و تفسیر کے علوم کا درس دینا شروع کیا۔

والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ تقریباً بارہ سال تک علوم حدیث و تفسیر کی درس و تدریس میں مصروف رہے۔ علمِ نبوی کی انتہائی اشاعت سے اکثر علمی سوسائٹیوں اور ادبی حلقوں میں اصولِ حدیث پر پُرزور مباحثے ہونے لگے۔ علوم فلسفہ و منطق کے ساتھ ساتھ علوم حدیث و تفسیر بھی روز افزوں ترقی پر تھے۔ شاہ عبدالعزیز کی حقائق انگیز شخصیت اپنے دور کے محدثین و مشائخ کا مرجع و ماخذ ہے جن کے تلامذہ کا سلسلہ آفاق گیر ہے۔ آپ نے اپنے پُرفتن دور میں حدیث و قرآن کی تشہیر کے لیے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے، ہندوستان اس کے احسان کے بوجھ سے کبھی بھی سر نہیں اٹھا سکتا۔

ہندوستان میں اس وقت تمام محدثین کا سلسلہ شاہ عبدالعزیز کے واسطہ سے ہی امام امام شاہ ولی اللہ پر منتہی ہوتا ہے۔ اگرچہ آپ درس و تدریس کے وقت فقہ و متعلقاتِ فقہ کی طرف زیادہ دھیان دیتے تھے لیکن ان کی نسبت حدیثِ نبوی کی آبیاری غیر معمولی توجہ اور انہماک سے کی اور دیگر علوم آپ کے درس میں بطور ذیل کے تھے۔ گویا تمام علوم متداولہ میں آپ کے مقامِ عظمت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد نامور علماء آپ کی درسگاہ سے فیض یاب ہو کر نکلے جیسا کہ صاحب "اتحاف النبلاء" لکھتے ہیں:

"شاہ عبدالعزیز در وقت خود مرجع علماء و مشائخ بودند دستگاہ ایشاں در جمیع علوم متداولہ و غیر متداولہ از فنون عقلیہ و نقلیہ فوق الوصف ست در کثرت حفظ و علم تعبیر رؤیا و سلیقہ وعظ و انشاء و تحقیقات نفائس علوم و مذاکرہ و مباحثہ باخصوص ممتاز اقران بودند و معتقد فیہ موافق و مخالف۔"[1]

---

[1] "اتحاف النبلاء" نواب صدیق حسن خاں ص، ۲۹۰ مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۰ھ

شاہ عبدالعزیز نے ہندوستان میں ملتِ اسلامیہ کے لیے تاریخ کی گرانقدر یادگار خدمات سرانجام دیں۔ شاہ ولی اللہ کے بعد آپ کے قابلِ قدر اور باعثِ فخر عالم و فاضل جانشین کے عہد میں تعلیم و تربیت اور نشر و اشاعت کا سلسلہ اس حد تک ترقی کر گیا کہ پورے ہندوستان کے علمی و ادبی حلقوں کا تعلق براہِ راست یا بالواسطہ شاہ عبدالعزیز کی بلند پایہ ذاتِ گرامی سے تھا۔

شاہ عبدالعزیز کی اس عظیم الشان درس گاہ کے تربیت یافتہ تلامذہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد پورے اطرافِ ہند میں پھیل گئے، انہوں نے ہندوستان اور اس کے دیگر مشہور شہروں میں اشاعتِ علومِ دین کے لیے درسگاہیں قائم کیں۔ اس طرح ہند کے تمام علمی حلقوں کا تعلق اس خاص علمی مرکز کے ساتھ ہوتا تھا، گویا کتاب و سنت کا یہ چراغ آپ کی ذات ہی سے روشن تھا۔ اس زمانے کے ایک عالم نے اس لیے سیاحت کی کہ اسے علمِ حدیث کا کوئی ایسا استاد ملے جو شاہ عبدالعزیز جیسے قابل و فاضل اور جلیل القدر جانشین کی تعلیم و تربیت اور اشاعت و تبلیغ کے باعث تھا۔

شاہ عبدالعزیز کے درس و تدریس کی بادشاہت سمرقند و بخارا اور مصر و شام تک پھیلی ہوئی تھی۔ ہندوستان کے کسی علاقے یا شہر میں کوئی شخص ہی ایسا ہوگا کہ جس نے آپ کے خاندان سے باطنی استفادہ نہ کیا ہو یا جسے شاگردی کا فخر حاصل نہ رہا ہو، بلکہ آپ کی ذات کے فیضان سے نہ صرف دہلی بلکہ ہند کے گوشہ گوشہ میں علومِ حدیث و تفسیر کا چرچا ہو گیا تھا۔ اس دور کے بڑے بڑے علماء آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنا باعثِ افتخار سمجھتے اور فضلاء آپ کی گراں قدر، مایہ ناز اور شاہکار تصنیفات پر کامل بھروسہ رکھتے تھے۔

سرزمینِ ہند کے باشندوں کے علاوہ باہر کے ملکوں سے آنے والے لوگوں نے بھی آپ سے استفادہ کیا۔ آپ خصوصاً غوامضِ حدیثِ نبویؐ اور تفسیر کلام الٰہی میں مصروف و منہمک رہتے تھے۔ شاہ صاحب تمام علومِ عقلیہ اور فنونِ نقلیہ میں فریدِ عصر شمار ہوتے تھے۔ صاحبِ علم و عمل، لکھتے ہیں کہ:

"آپ منقول میں کلام اللہ اور حدیث سے دلیل پیش کرتے تھے اور معقول میں جو ثبوت مناسب سمجھتے، خواہ مخواہ یونانیوں میں سے افلاطون، ارسطو اور متکلمین سے فخر رازی وغیرہ کے اقوال کی تائید میں مبتلا نہیں ہوتے تھے اور اپنی تحقیقات کو فنِ معقول میں صاف صاف بیان کر دیتے تھے، وہ کسی کی رائے کے موافق ہوں

یا نہ ہوں"۔[1]

شاہ ولی اللہ کے بعد آپ کی اولاد و احفاد نے ان امورِ الٰہی کو پوری تندہی سے سرانجام دیا۔ جیسا کہ نواب صاحب رقمطراز ہیں:

"وَكَذَا أَبْنَاءُ أَوْلَادِهِ الْأَمْجَادِ وَأَوْلَادِ أَوْلَادِهِ الْأَرْشَادِ الْمُشَمِّرِينَ لِنَشْرِ هٰذَا الْعِلْمِ عَنْ سَاقِ الْجِدِّ وَالْاِجْتِهَادِ۔ فَعَادَ بِهِمْ عِلْمُ الْحَدِيثِ غَضًّا طَرِيًّا بَعْدَ مَا كَانَ شَيْئًا فَرِيًّا وَقَدْ نَفَعَ اللّٰهُ بِهِمْ وَبِعُلُومِهِمْ كَثِيرًا مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ وَنَفَى بِسَعْيِهِمُ الْمَشْكُورِ مِنْ فِتَنِ الْإِشْرَاكِ وَالْبِدَعِ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فِي الدِّينِ مَا لَيْسَ بِخَافٍ عَلٰى أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ فَهٰؤُلَاءِ الْكِرَامُ قَدْ رَجَّحُوا عِلْمَ السُّنَّةِ عَلٰى غَيْرِهَا مِنَ الْعُلُومِ وَجَعَلُوا الْفِقْهَ كَالتَّابِعِ لَهُ وَالْمَحْكُومِ وَجَاءَ تَحْدِيثُهُمْ"[2]

شاہ عبدالعزیز کو علومِ نقلیہ اور فنونِ عقلیہ پر کامل عبور ہونے کے ساتھ ساتھ متعدد علوم و فنون پر بھی پوری دسترس حاصل تھی، لیکن اس کے باوجود طبیعت کا میلان و رجحان حدیث نبوی کی طرف زیادہ تھا۔ علمِ حدیث سے انتہائی شغف کی بناء پر آپ نے اپنی عمر کا آخری اور بیشتر حصہ احادیثِ نبوی کی تحقیق و تدوین، اس کی اشاعت و تبلیغ کے لیے وقف کر دیا تھا، اور علمِ حدیث کی خدمت ہی آپ کا اولین نصب العین تھا۔ آپ کی درس گاہ میں حاضر ہونے والے طالبانِ حق کے لیے آپ کی تلقین و ارشاد کا اکثر حصہ اتباع اور احیائے سنت تھا۔ کلامِ الٰہی کی تفسیر اور احادیث کی روشنی میں اس کے معنی کی توضیح و تشریح کو اپنا مقصدِ حیات سمجھتے، اور نہایت تاکید سے لوگوں کو اس طرف متوجہ کرتے تھے۔ بلادِ ھند میں علم و عمل کی سیادت ان پر اور ان کے بھائیوں پر منتہی ہوتی ہے، جیسا کہ سرسید احمد خاں فرماتے ہیں:

"علمِ حدیث و تفسیر بعد آپ کے تمام ہندوستان سے مفقود ہو گیا۔ علمائے ہندوستان کے خوشہ چیں اسی سرگردہ علماء کے خرمنِ کمال کے ہیں اور جمیع کملاء اس دیار کے چاشنی گرفتہ اسی زبدہ اربابِ حقیقت کے فائدہ فضل و افضال کے"۔[3]

---

[1] علم و عمل، وقائع عبدالقادر خانی ج ۲ ص ۲۴۶ مطبع ایجوکیشنل پریس کراچی ۱۹۶۰ء [2] الحطہ فی ذکر صحاح ستہ، ابوالطیب نواب صدیق حسن خاں، ص ۱۶۱ [3] آثار الصنادید، سرسید احمد خاں ص ۵۲ سید الاخبار ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۷ء

موصوف نے علوم کی تحصیل اپنے والد بزرگوار اور ان کے خلفاء سے کی۔ اُن کے حاصل کردہ علوم حدیث و فقہ و تفسیر کی سندیں ان کی تصانیف میں مذکور ہیں۔ آپ کے ان علوم سے بہت سی خلقت نے استفادہ کیا۔ انہی علوم کی بدولت آپ کو بڑے بڑے القاب سے نوازا گیا۔ مولانا عبدالحی لکھنوی موصوف کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"الشیخ الامام العالم الکبیر، العلامۃ المحدث عبدالعزیز بن ولی اللہ بن عبدالرحیم العمری الدہلوی سید علماء زمانہ و ابن سیدہم لقبہ بعضہم سراج الہند و بعضہم "حجۃ اللہ"۔ لہ

شمس الہند شاہ عبدالعزیز رحمہ نے سرزمین ہند میں اپنی مساعی جمیلہ کو بروئے کار لاتے ہوئے حدیث و تفسیر کی درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور ہدایت و ارشاد سے مسلمانوں کی اصلاح کی اور فتنوں کا سدِ باب کرتے ہوئے مسلمانوں کی دینی، تعلیمی اور ثقافتی حالت کو بہتر بنا کر عظیم انقلاب برپا کر دیا۔ ورنہ اس سے قبل سوائے معقولات کی کتابوں کے لوگ قرآن و حدیث کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے تھے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

"تیس سال سے دین کا کچھ چرچا ہے ورنہ صبح سے شام تک بجز معقولات کے، کوئی حدیث و تفسیر کی کتابیں بھول کر بھی نہیں دیکھتا تھا، نہ کوئی پڑھتا تھا اور نہ ہی اس کے متعلق مسائل دریافت کرتا تھا، نہ ہی کوئی حق کا طالب تھا۔ اب الحمد للہ اس کا بہت رواج ہو گیا ہے۔" ٢ھ

مولانا محمد اشرف علی تھانوی نے شیخ محمد تھانوی شاگرد شاہ محمد دہلوی سے نقل کیا ہے:

"انہوں نے شاہ عبدالعزیز رح کی نسبت فرمایا کہ ان کو چھ ہزار احادیث کے متن یاد تھے۔" ٣ھ

مولانا شاہ عبدالعزیز نے علمِ حدیث میں دو مشہور کتب "بستان المحدثین" اور "عجالہ نافعہ" تصنیف کیں، آپ کی یہ دونوں کتب علومِ حدیث کا ذخیرہ ہونے کے باعث نہایت مقبولیت کی نگاہوں

لھ نزہۃ الخواطر، مولوی عبدالحی لکھنوی ج ۷، ص ۲۶۸ - دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن۔

٢ھ ملفوظاتِ عزیزی ص ۹۱ - مطبع مجتبائی میرٹھ ۱۳۱۴ھ

٣ھ افاضات الیومیہ من الافادات القیومیہ، اشرف علی تھانوی ج ۱ ص ۲۶۳ - مطبع اشرف المطابع تھانہ بھون۔

سے دیکھی جاتی ہیں۔ "بستان المحدثین" حدیث اور ان کے مؤلفین کے حالات و تعارف پر مشتمل ہے۔ اور عجالہ نافعہ" اصولِ حدیث کے متعلق ہے۔ حدیث کی ان شاہکار کتب کے علاوہ آپ کی تحقیق و تنقیدِ احادیث بڑے عمدہ پیرائے میں ہے۔

مجدد الف ثانیؒ نے ہندوستان کے دینی و علمی میدان میں طالبینِ دین کی راہنمائی کرتے ہوئے بہت بلند مقام حاصل کر لیا تھا لیکن آپ کے بعد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی گرانقدر تصنیفات سے مسائلِ دینیہ اور احکام شرعیہ کو امتِ مسلمہ پر روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا، یہاں تک کہ شاہ ولی اللہ کی وفات کے بعد آپ کے جلیل القدر بیٹے شاہ عبد العزیزؒ نے اپنی علمی خدمات اور مذہبی تعلیمات سے تشنگانِ حدیثِ نبویؐ کو علوم و معارفِ دینیہ سے سرشار و سیراب کیا۔ چنانچہ چودھویں صدی تک ہندوستان میں علومِ اسلامیہ کی طرف مکمل رجحان کے اضافے کے باعث فنِ حدیث میں ہندی مسلمانوں کا حقیقتاً کوئی عرب ملک شریک و ثانی نہیں بن سکا۔

المختصر شاہ عبد العزیزؒ کی حدیثِ نبوی اور اتباعِ سنت کے سلسلے میں انتہائی کوششوں پر اہلِ ہندوستان اور امتِ مسلمہ جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔

عوام کے علاوہ خطیبوں اور واعظوں کے لئے خصوصی تحفہ

جامِ طہور — خوشخبری — صبحِ صادق

تقریباً عرصہ چالیس سال سے ہند و پاکستان کے دینی جرائد میں مسلسل چھپنے والی دینی، روحانی، اخلاقی، اصلاحی نظمیں دو کتابوں "جامِ طہور" "صبحِ صادق" کی صورت میں چھپ گئی ہیں، برائیوں سے اجتناب، نیکیوں کی تلقین، قرآنِ کریم کی بہت سی آیات اور احادیثِ مطہرہ کا ترجمہ و مفہوم وجد آفرین اشعار کی صورت میں حمد، نعت، توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اسلام، قرآن، احادیث، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، جہاد وغیرہ کے فضائل پر مشتمل نظمیں مرد، عورت، بچے، بوڑھے سب کے لیے یکساں مفید خطیبوں اور واعظوں کے لیے تحفہ

مؤلف: عبد الرحمن عاجز مالیر کوٹلوی

مجلد سفید کاغذ ۲۰/-
قسم اعلیٰ ۳۰/-
جہیز ایڈیشن ۴۰/-

موت کے سائے — عالمِ برزخ

مجلد سفید کاغذ ۱۲/-
قسم اعلیٰ ۲۱/-
جہیز ایڈیشن ۲۷/-

رحمانیہ دار الکتب امین پور بازار فیصل آباد فون ۳۲۹۱۶